علامہ اقبالؒ اور حسینؒ ابن منصور حلاج

محمد ریاض

("کتاب الطّواسین" کا اردو ترجمہ)

تعارف فیہ حسین بن منصور حلاج بیضاوی (م 309-921) محتاج تعارف نہیں "کتاب الطّواسین" ان کی گفتار کا مجموعہ ہے اس کا عربی متن نامعلوم ان کے کس ارادت مند نے جمع کیا، مگر فارسی میں ترجمہ شدہ متن شطاح شیراز شیخ روز بہان دیلمی بقلی فسائی (م 606/209) کا ہے مشہور فرانسیسی مستشرق لوئی مسینو (Louis Massigon) نے ان دونوں متون کو قدیم قلمی نسخوں کی مدد سے مرتب و موشح اور ایک مبسوط فرانسیسی مقدمے کے ساتھ 1913ء میں پیرس سے شائع کیا کہیں کہیں انہیں صرف عربی یا فارسی متن ہی ملا، مگر بیشتر صورتوں میں دونوں متون دستیاب تھے جنہیں متقابل کالموں میں شائع کیا گیا ہے دونوں متون بیشتر یکساں نوعیت کے ہیں، اس لیے دونوں کے ترجمے کی ضرورت نہ تھی یہ ترجمہ عربی متن کے مطابق ہے مگر جہاں صرف فارسی متن دستیاب تھا، یا فارسی عبارت عربی عبارت سے کامل تر تھی، وہاں اس متن کا ترجمہ کر دیا گیا اور علامت "ف" کو قوسین میں لکھ دیا گیا۔ لوئی مسینو نے سچ لکھا ہے کہ اس متن کے بعض حصے نا قابل فہم اور پریشان گفتاری کے بمصداق ہیں، مگر ہم نے متن کے مطابق با محاورہ ترجمہ اور کہیں کہیں ترجمانی پیش کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے۔

''کتاب الطّواسین'' اقبال کی محبوب ترین کتابوں میں سے ایک تھی اور اس کے انعکاسات اقبال کی کئی تصانیف، خصوصاً ''جاوید نامہ''، ''مثنوی گلشن راز جدید'' اور ''ارمغان حجاز'' سے مبرہن ہیں حقیقت محمدیہ ﷺ کے سلسلے میں اقبال کے اشعار ''گفتار حسین ابن حلاج'' کا آزاد ترجمہ ہے اس طرح انا الحق کی بعض نئی تعبیرات پیش کرنے، نیز ابلیس یا شیطان کے ساتھ دلچسپ ہمدردانہ رویہ دکھانے میں، اس کتاب نے بظاہر اقبال پر اثر کیا ہے ہم نے فائدہ مزید کی خاطر ایسے مزید موارد کے بعض اشعار اقبال اور ان کی کتابوں کے حوالوں کو حواشی میں نقل کر دیا ہے پیراگراف پر ہم نے بھی متن کے مطابق نمبر ڈال دیے ہیں۔

''کتاب الطّواسین'' چونکہ مدتوں سے کم یاب بلکہ نایاب ہے، اور اس کی زبان بھی مرموز اور ادق ہے، اس لیے امید ہے کہ اس ترجمے کے ذریعے اقبال دوست اور اقبال شناس حضرات اس کتاب کے محتویات سے آگاہ ہوں گے۔

اصل متن کی خاطر دیکھیے ''کتاب الطّواسین'' مذکورہ صفحہ 9 تا 78

طاسین سراج محمدی ﷺ

(1) (حسین بن منصور) حلاج نے فرمایا: طاسین محمدؐ ایک چراغ تھا جو غیب کی روشنی کے ساتھ نمودار ہوا اور دوبارہ غیب میں چلا گیا یہ چراغ اپنے ہمسر چراغوں سے آگے نکل گیا وہ چاند سے منورتر اور اس کی روشنی کا سرور بنا اس نے نورانی کروں کو تجلی دی وہ ایسا خدائی ستارہ تھا جس کا برج اسرار کے فلک میں تھا خدائے تعالیٰ نے ہمت افزائی کی خاطر اسے ''امی'' کہا، اپنی نعمتوں کی تکریم کی

خاطر ''حرمی'' اور اپنے نزدیک اسے تمکن دینے کے لئے ''مکی''

(2) خدا نے نبیؐ کی شرح صدر فرمائی، آپؐ کا مرتبہ بلند کیا اور آپؐ کا وہ بوجھ دور کر دیا جس نے ان کی کمر جھکا کے رکھ دی تھی (قرآن مجید، سورہ 94) نبیؐ کے حکم کی اطاعت واجب کر دی گئی، اور آپ کے بدر کو یمامہ کے بادلوں سے باہر لایا گیا خدائے تعالیٰ نے آپ کے آفتاب کو تہامہ (شرق حجاز) سے طلوع فرمایا اور یوں آپ کا نور عظمت کی معدن کے باہر آ کر چمکنے لگا۔

علامہ اقبالؒ اور حسین ابن منصور حلاج

(3) کتنے ہیں جنہوں نے نبیﷺ کی بصیرت کا ذکر کیا ہے جس کسی نے آپؐ کی سنت پر عمل کرنے کا کہا، اس نے آپؐ کی سیرت حقہ کی متابعت کا کہا، اور جس کسی نے آپؐ سے روگردانی کی، وہ وبال میں پھنسا نبی اکرمؐ نے جو دیکھا ہے، اس کی خبر دی ہے آپؐ نے پہلے دلیل دی، پھر (کسی مناہی سے) منع فرمایا ہے

(4) ازروئے تحقیق، حضرت صدیقؓ (ابوبکر) سے بہتر کسی سے نبیؐ کو نہ پہچانا جناب ابوبکرؓ نے پہلے نبیؐ سے مناسبت طبع پیدا کی، پھر ان کی رفاقت اختیار فرمائی ان دونوں کی رفاقت (کے راز و نیاز) میں کوئی دوسرا شریک نہ تھا

(5) کوئی عارف بھی پیغامبر کی معرفت حاصل نہ کر سکا، البتہ عرفا آپؐ کے اوصاف بیان کرتے کرتے گنگ ہو گئے جس کسی کو خدا نے کشف کی توفیق نہ دی، اسے نبی اکرمؐ کے اوصاف کا کچھ علم نہ ہوا اللہ تعالیٰ نے خود فرما دیا ہے جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ نبیؐ کو یوں پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو ان لوگوں کا ایک

گروہ البتہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے (146/2)

(6) نبی اکرمؐ کے نور سے انوار نبوت نمودار ہوئے سب انوار آپ کے نور سے ہی ظاہر ہوئے حقیقت یہ ہے کہ اس صاحب کرم کے نور کے ماسوا کوئی دوسرا نور اتنا روشن، نمایاں اور حقیقتاً موجود ہی نہیں ہے۔

(7) آپ کی ہمت سب پر سبقت لے گئی۔ آپ کا وجود عدم سے آگے نکل گیا اور آپ کا نام نامی قلم سے فراتز ہوا اس لیے کہ آپ قلم سے قبل موجود تھے آپؐ ورائے آفاق ہیں اور ظرف، شرف، عرفان، انصاف، رافت، خوف اور عاطفے میں کوئی دوسرا آپؐ سے بڑھ کر نہیں ہے سرور خلائق آپؐ ہی ہیں آپ کا نام نامی احمدؐ اور عرف اوحد (بے نظیر) ہے آپ کا حکم موکد بہ اطاعت، آپؐ ذات عظیم، آپ کی صفت امجد اور ہمت بے مثل و منفرد ہے۔

(8) آپؐ ظاہر ہیں، مگر صاحب باطن بھی ہیں آپ کی نظر، عظمت، شہرت، نور، قدر و منزلت اور بصیرت کو زوال نہیں آپؐ وقوع پذیر حوادث بلکہ عوالم کے وجود سے قبل بھی مشہور تھے آپؐ ازل سے قبل موجود تھے اور آپ کے جواہر ابد کے بعد بھی مذکور ہیں آپ کا جوہر پاکیزہ ہے اور آپ کا کلام مظہر نبوت، آپ کا مرتبہ علم انتہائی بلند ہے اور آپ کا جوہر نور نہ شرقی ہے اور نہ غربی (دیکھیے قرآن مجید 25/35) آپ کی آبائی بلند نسبت آپؐ کے لقب امی سے ہویدا ہے۔

(9) نبی پاکؐ کے اشارے سے لوگوں کی معنوی آنکھیں روشن ہوئیں اور وہ کسی قدر اسرار و رموز جان سکے حق آپ کی زبان پر جاری رہا اور رہنمائی آپ کا صدقہ بنی رہی صدق کو آپؐ نے حریت دی آپؐ دلیل تھے اور مدلول بھی قلوب

بستہ کی زنجیروں کو آپؐ نے ہی کھولا زنگ آلود سینوں کا زنگ آپ نے ہی صیقل فرمایا آپ ایسے قدیم اور غیر حادث کلام کے ساتھ آئے جو مقتول ہے نہ مفعول بلکہ غیر مفعول اور حسن سے موصول ہے آپؐ نے معقولات سے خارج نہایت اور نہایات بلکہ نہایۃ النہایات کی خبر فرمائی

(10) آپؐ نے بادلوں کے دل دور فرمائے، اور بیت الحرام کی راہ دکھلائی کامل اور عظیم آپؐ ہی ہیں کامل بت شکنی کا حکم آپؐ سے ہی صدور پایا۔ آپؐ خدا کی طرف سے عزت واحترام کے ساتھ لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے

(11) آپؐ کے سر پر غمامہ (سفید بادل) تھے ان کے نیچے سے برق چمکی، روشنی نمودار ہوئی، بارش شروع ہوئی اور (عالم نباتات میں) ثمر آ گئے جملہ علوم آپؐ کے بحر علم کا قطرہ ہیں تمام حکمتیں آپ کی نہر کا غرفہ ہیں اور جملہ زمانے آپؐ کے عصر کی ایک ساعت ہیں

(12) حق، حقیقت، صدق اور رفق آپؐ کے ساتھی ہیں آپ وصلت میں اول اور نبوت میں آخر ہیں حقیقت میں آپ باطن ہیں، اور معرفت میں ظاہر

(13) کوئی بھی عالم آپؐ کے علم تک نہ پہنچا اور کوئی بھی صاحب حکمت آپؐ کی حکمت کی کنہ سے مطلع نہ ہوا۔

(14) ایسا اس لیے ہوا کہ آپؐ ''ہو'' اور ''ہو کی مانند'' تھے ''انا'' بھی ''ہو'' سے ہے اور ''ہو'' والا ''ہو'' ہو جاتا ہے

(15) کوئی بھی خارجی شے محمدؐ کے ''م'' سے باہر نہیں اور کوئی داخلی شے اس کی ''ح'' میں داخل نہیں آپؐ کی ''ح'' ایک دوسرا ''م'' ہے، اور ''د'' پہلا ''م'' ہے ''د'' عزت دوام کا مظہر ہے اور ''م'' خدا سے قربت کا مقام ''ح'' آپؐ کی حالت خاص ہے، اور دوسرا ''م'' اس حالت کی دوسری علامت ہے

(16) آپؐ کی مثال ظاہر ہے اور آپؐ کے اعلام نمایاں ہیں آپؐ کی برہان معروف ہے فرقان آپؐ کے ساتھ آیا اور اس نے آپؐ کی زبان کو ناطق اور روح کو منور تر کیا۔ انسان آپ کے سامنے عاجز رہ گئے، اور اس طرح آپؐ کے کام کی بنیاد مستحکم اور آپؐ کی شان مزید بلند ہو گئی۔

(17) دل میں مرض رکھنے والو! نبی کریمؐ سے میدانوں سے بھاگو گے تو راستہ کہاں ملے گا؟ سب حکما کی حکمتیں آپؐ کی نورانی حکمت کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے (آفتاب کے مقابلے میں) ریت کے ذرات

طاسین فہم

(1) مخلوق کے فہم حقیقت سے مربوط نہیں، اور حقیقت تخلیق سے بھی متوسط نہیں خواطر تعلقات کا نام ہے اور مخلوق کے تعلقات حقائق تک نہیں پہنچ سکتے جب علم حقیقت کا اظہار مشکل ہے ہے تو حقیقت حقائق تک کیسے پہنچا جائے؟ حق حقیقت سے ماورا ہے اور حقیقت حق سے فراتر ہے

() پروانہ صبح تک چراغ کے گرد چکر کاٹتا ہے اور اس وقت ''اشکال'' کی طرف مڑتا ہے وہ لطف مقال کے اشارے سے چراغ کو اپنی حالت بتا دیتا ہے،

اوراس کے بعد وہ واصل ہونے اور کمال پانے کی طلب میں اپنے محبوب سے مل پاتا ہے۔

(3) روشنی چراغ ہے، علم حقیقت ہے، اس کی حرارت حقیقت ہے اور ان باتوں سے آگاہی حق حقیقت ہے

(4) پروانہ روشنی اور حرارت سے اس وقت تک راضی نہ ہوا جب تک ان میں غوطہ زن نہ کیا گیا لوگوں نے ''اشکال'' کا انتظار کیا تا کہ وہ انہیں ''نظر'' کی ''خبر'' دے وہ ''نظر'' کے سوا ''خبر'' پر راضی نہ ہوا اگر چہ اس کا جسم متلاشی ہوتا رہا اور بے وجود و کافور قرار دیا جاتا رہا مگر جو کوئی ''نظر'' تک پہنچا، وہ ''خبر'' سے بے نیاز ہو گیا، اور جو ''منظور'' تک پہنچا، اسے ''نظر'' کی بھی احتیاج نہ رہی۔

(5) (پروانے و چراغ کے) مذکورہ معانی اس فنا پذیر اور ''بے روح'' شخص سے انطباق نہیں رکھتے جو آرزو و ہوس کی تکمیل میں لگا رہے چونکہ ''من'' ہی ''انا'' ہے اور ''انا'' ''ہو'' کے مشابہ ہے، اس لیے اگر میں ''انا'' ہو جاؤں تو مجھے خوف زدہ نہ کیا جائے۔

(6) عقل و قیاس کے بندے! یہ خیال نہ کر کہ میں اب ''انا'' ہوں یا کبھی تھا میں ایک بے سپر عارف ہوں اور میری یہ حالت خالص اور بے آمیزش نہیں اگر میں ''ہو'' میں رہوں، تو ''انا'' نہ رہے گی۔

(7) میرے نفس! جان لے کہ حضرت محمد ﷺ کے سوا (انا کے) یہ مطالب کسی دوسرے کو معلوم نہ ہوئے محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں، مگر اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں (قرآن مجید 23/30)

(8) جب آپ علم حقیقت کے اعلیٰ ترین مقامات پر پہنچے، تو ''دو قوسوں، یا اس سے کم، فاصلہ تھا'' (قرآن مجید 53:9) اور اس کی خبر آپؐ کے قلب پاک نے دی ہے جو اصل حقیقت تک پہنچتا ہے اسے اور کیا مراد و مقصود ہوگا؟ وہ جواد کریم کے آگے تسلیم ہو جائے گا آنحضورؐ نے جب حضور حق سے مراجعت کی، تو فرمایا ''خدایا، میرے علم نے تیرے حضور سجدہ کیا، اور میرا دل تجھ پر ایمان لے آیا'' غایت غایات تک پہنچ کر آپؐ نے فرمایا تھا ''خداوند، میں تیری تعریف و مدح کا احاطہ نہیں کر سکتا'' اسی طرح حقیقت حقیقت تک رہائی پا کر آپؐ نے کہا ''الٰہی تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے'' نبی کریمؐ ہوا ہوس سے کٹے اور انتہائی مراد کو پہنچے '' آنکھ نے جو دیکھا، دل نے اسے جھٹلایا نہیں'' (قرآن مجید 53:11) سدرہ المنتہیٰ کے نزدیک بھی آپؐ نے حقیقت کے دائیں بائیں نہ دیکھا (بلکہ نظر عین حقیقت پر رہی) ''نظر نے کجی نہ کی اور حد سے نہ بڑھی'' (قرآن مجید 18:53)

طاسین صفا

(1) حقیقت کی باتیں تنگ ہیں، اس کے راستے تنگ ہیں اور اس کی آگ شعلہ زا ہے حقیقت کے نزدیک ''جدائی'' کا بڑا مقام ہے ''سالک راہ حقیقت'' مگر چل پڑتا ہے اور آ کر ذیل کے مقامات اربعین کی خبر دیتا ہے: ادب، سرہب، نصب، طلب، طرب، عجب، عطب، ہشرہ، نزہ، صفا (10) صدق، رفق، عشق، تصریح، تودیع، تمیز، شہود، وجود، مد، کد (20) رد، امتداد، اعتداد، انفراد، انقیاد، مراد،

حضور، ریاضت، حیاطت، اصطلاد، (30)، تدبر، تحیر، تفکر، تعبر، افتقاد، تفحص، رعایت، ہدایت، بدایت اور تیقن (40)، یہ اصل صفاوصفوت کے مقامات ہیں

(2) ہر مقام (سلوک) کے لیے علوم ہیں جن میں سے بعض معلوم ہیں اور بعض نامعلوم

(3) (اہل سلوک) بلند تر مقامات پر جانے اور مراتب کے جائز بنتے ہیں پھر یہ اہل مہل، جہل اور سہل (زمین نرم) سے گزر کر لیتے ہیں (نامفہوم تقریباً)

(4) حضرت موسیٰؑ نے جب اربعین کی مدت پوری کر لی (قرآن مجید 28/29) تو اہل کو ترک کر دیا پھر آپ ''حقیقت'' کے اہل ہوئے، اور نظر سے ماورا ''خبر'' لانے کو چلے تا کہ بڑوں اور چھوٹوں کا فرق نہ رہے فرمایا ''میں تم سب کی خاطر ''خبر لاؤں گا'' (قرآن مجید 20/10)''

(5) جب ہدایات یافتہ ''خبر'' پر راضی ہو گیا تو طالب ہدایت اور مقلد اس پر کیوں راضی نہ ہوگا؟

(6) طور کی جانب سے درخت سے کہا گیا سنا آپ نے درخت سے، مگر ''اصل'' کے ذریعے

(7) میری بات (انا الحق) اس درخت میں سے کلام (سنائی دینے) کی مانند ہے۔

(8) حقیت حقیقت ہے اور خلیقت، خلیقت، خلیقت ترک کرو تا کہ ''ہو'' بن سکو اور ''ہو'' باعتبار اصل ''تو'' بن جائے

(9) چونکہ میں واصف ہوں، اور رواصف کو صاحب وصف کے اوصاف بیان

کرنے ہوتے ہیں، تو سمجھ لو موصوف کیسا ہو گا؟

(10) خدا ان (انبیاء) سے فرماتا ہے کہ دلیل و برہان کے ساتھ راہ دکھائیں تا کہ مدلول اور دلیل دلیل بن سکیں

(11) حضرت موسیٰ نے (بات سن کر) فرمایا تھا ''حق نے مجھے عہد و میثاق کے ذریعے مقام حقیقت بخشا ہے جس پر میرا راز ضمیر شاہد ہے، اور میرا یہ راز ماورائے حقیقت ہے''

(12) فرمایا: حق نے مجھے بتایا ہے کہ ''اس نے میری خاطر میرے علم کو میری زبان کے نزدیک کیا ہے'' دوری کے بعد اب اس نے مجھے اپنا خاص بندہ بنالیا اور برگزیدگی و عظمت عطا کی ہے۔

طاسین دائرہ

(1) پہلی برانی دائرہ ہے جس تک دروازے سے رسائی کا امکان ہے دوسرا اندر کی ب ہے اور نا قابل رسائی ب کی طرف دروازہ ہے جہاں پہنچنے پر سالک راستہ بھول جاتے ہیں تیسرا دروازہ (دوسرے کے نیچے والا) حقیقت کا بلند مقام ہے ف

(2) اس بد بخت سالک پر افسوس ہے جو در بستہ دائرہ میں جانا چاہے اس کی ہمت اوپر کے نقطے کی طرح ہے اسے نیچے والے نقطے سے مرکز کا رخ کرنا چاہیے ایسے شخص کا تحیر درمیانی نقطے سے ظاہر ہے

(3) دائرے کا دروازہ نہیں ہوتا اور دائرے کے مرکز کا جو نقطہ ہے، وہ حقیقت

کی مثال ہے

(4) حقیقت ایسی حیرت ہے جس کے ظاہر و باطن غائب نہیں اور ''اشکال'' قبول نہیں کرتی

(5) اگر میرے اشارے کو سمجھنا چاہتے ہو تو غور کرو کہ ''پرندوں میں سے چار کو پکڑ لو پس ان کو اپنی طرف راغب کر لو'' (قرآن مجید 2/260) ایسا اس خاطر ہے کہ حقیقت پرواز نہیں کرتی

(6) غیرت سالک کو غیبت کے بعد حاضر کرتی ہے، ہیبت اس کی خلیقت کو روکتی ہے اور حیرت اس کی خلیقت سلب کر لیتی ہے

(7) حقیقت اسی قدر سمجھی جاسکتی ہے اس سے زیادہ دائرہ کے بواطن سے فہم کو کچھ نہ ملے گا۔

(8) دائرے کا محیط نظر آتا ہے اور دائرہ اس سے ماوراء ہیچ ہے

(9) جو طلب سے عاجز ہے، اسے علم حقیقت کی کیا خبر ہے؟ طالب علم کے لیے دائرہ حرم ہے

(10) آنحضور ﷺ کو ''حرمی'' (صاحب حرم) اس لیے کہا گیا کہ آپ دائرہ حرم سے خارج نہیں ہوئے

(11) آنحضرت ﷺ ڈرنے اور رجوع کرنے والے تھے آپ لباس حقیقت میں نمودار ہوئے اور خلیقت (صفات مخلوق) کو آپ نے دور فرمادیا تھا

(کتاب میں دائروں کی شکل موجود ہے مترجم)

طاسین نقطہ

(1) نقطے کا فہم دائرے سے مشکل تر ہے کیونکہ یہ گھٹتا بڑھتا نہیں اور فنا و عدم سے دوچار ہونا اس کا مقدر نہیں ہے ف

(2) منکر شخص دائرہ برائی میں رہ جاتا ہے وہ میری حالت نہیں سمجھ سکتا اور مجھے زندیق کا لقب دیتا ہے وہ برائی کے تیر میری طرف پھینکتا ہے اور میرا مرتبہ نہیں دیکھ پاتا وہ حرم کی حدود سے ماورا ہے اور شور مچا رہا ہے ف

(3) دوسرے دائرے میں جانے والا مجھے عالم ربانی جانتا ہے

(4) جو تیرے دائرے میں جائے، وہ سمجھتا ہے کہ میں امانی (آرزوؤں) کی منزل میں ہوں

(5) جو دائرہ حقیقت تک پہنچ جائے، وہ مجھے فراموش کرلیتا ہے اور ''انا'' کے اعیان سے غائب ہو جاتا ہے

(6) ''ہرگز پناہ نہیں آج کے دن تمہارا ٹھکانا تمہارے پروردگار کے پاس ہے آج انسان کو اس کے اگلے پچھلے سب اعمال کی خبر دی جائے گی'' (قرآن مجید 75:11-13)

(7) منکر خبر میں کھو گیا، پناہ گہ کی طرف فرار کر گیا، شور و شغب سے ڈر گیا اور مغرور و متکبر ہو گیا

(8) میں نے تصوف کے پرندوں میں سے ایک پرندہ دیکھا جس کے دو پر تھے، مگر وہ میری شان کا منکر ہو گیا اور خود بھی پرواز سے رہ گیا

(9) صوفی نے مجھے صفا کے بارے میں پوچھا میں نے کہا: ''اپنے پر پرواز فنا کی مقراض سے کاٹ دو ورنہ میرے ساتھ پرواز کرنا ترک کردو''

(10) وہ پرندہ تصوف بولا: ''میں اپنے پروں سے دوست کی طرف پرواز کرتا ہوں'' میں نے کہا ''اس دعوے پر تعجب ہے'' اس جیسی تو کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے (قرآن مجید، 11/42) اس پر وہ بحر فہم میں گرا اور ڈوب گیا

(11) فہم و خرد ایسے ہی ڈبوتے ہیں (بحر وافر میں تین شعر)

میں نے دل کی آنکھ سے اپنے رب کو دیکھا پوچھا: ''تو کون ہے؟'' فرمایا، '' میں کہاں اور کیا نہیں ہوں؟'' وہم و قیاس نے ''کیا''، ''کہاں'' اور ''میں'' ''تو'' کو تراشا اور بنایا ہے اگر میں ''ہر کہیں'' ہوتو تو کہاں ہے؟

(12) دائرے میں پہلا نقطہ افکار اور افہام کا ہے اس کی ایک بعد حق سے مربوط ہے اور دوسری باطل سے ف

(13) نقطہ نام سے، بلندی سے، طلب سے اور طرب سے ''قلب'' کے نزدیک ہوتا ہے آواز دی اور جارب کے نزدیک ہوا۔ غالب ہوا مگر آنکھ سے نہیں حاضر ہوا مگر وجود سے نہیں کیسے نگاہ ڈالی اور کیسے دیکھا؟

(14) آپ (نبی اکرمؐ) کو دکھایا گیا اور آپ نے بہتر کا انتخاب فرمایا آپؐ شہید، شاہد اور مشہود ہوئے اور رو اصل اور فاصل بنے ''جو دیکھا، دل نے اس کی تکذیب نہ کی'' (قرآن مجید 53/11)

(15) آپؐ کو پنہاں رکھا گیا، اور پھر قرب بخشا گیا آپؐ کی حمایت

کی گئی، آپ منتخب کیے گئے، تعلیم دیے گئے اور پھر پروردگار کی طرف بلائے گئے آپ آزمائش میں پڑے، پھر آزاد ہوئے اس کے بعد آپ کو قوت اور وسعت عطا ہوئی

(16) "دو قوسین کے فاصلے پر رہے" دیکھا اور اس کی تصدیق کی اتنے قریب ہوئے اور مہابت شان باری دیکھی عام اسرار و ابصار اور احباب و اصدقا سے دور ہوئے، اور جدائی اختیار کی تھی

(17) "تمہارے ساتھی محمد گم گشتہ راہ نہیں ہوئے ہیں" (قرآن مجید 53/2) آپ وہاں (معراج میں) بے حد استوار اور ثابت قدم رہے۔

(18) یعنی تمہارے ساتھی مشاہدات اور امور رسالت میں گم گشتہ راہ و بے ہدف نہیں اور حد سے بڑھے ہوئے بھی نہیں وہ ذکر کے نسیان سے گم راہ نہ ہوئے اور مشاہدہ کی راہ سے نہ ہٹے، اور فکر کی جولائی نے انہیں بے راہ روی نہ دکھائی

(19) نبی کریمؐ اپنے انفاس اور لحظات میں ذاکر تھے آپؐ بلا میں صابر اور عطا میں شاکر تھے

(20) "آپؐ کی گفتار وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے" (قرآن مجید 53/3) آپ سراپا نور تھے اور نور کی طرف بڑھے

(21) کلام باری کو آپؐ نے قلب میں جگہ دی اوہام آپؐ سے دور بھاگ گئے آپؐ کے مراتب دوسری مخلوق سے بہت بلند رہے آپؐ نے نظام ظاہری سے انقطاع کر کے مدت تک تحیر اپنایا اور پہاڑوں اور ٹیلوں کے بیچ میں

طائر بنے رہے پھر وہاں (معراج) سے آپ روزوں کی شمشیر کے ساتھ مسجد حرام میں آئے

(22) وہاں (معراج میں) آپؐ نزدیک سے نزدیک تر ہوتے ہوئے حقیقت ازلی و ابدی کے نزدیک ہو گئے آپؐ کی استواری اور استقامت میں فرق نہ آیا یہ اعجاز تھا جس میں عجز نہ تھا آپؐ نے اقرب المقامات داعی اور منادی کا مقام پایا آپ لبیک کی صدائیں سنتے رہے اور خود بھی لبیک کہتے رہے آپؐ شاہد علی الناس کے طور پر تعظیم بجالاتے رہے اور شاہد ربانی بن کر زیادہ قرب پاتے رہے

(23) ''دو قوس یا اس سے کم فاصلہ تھا'' (قرآن مجید 53/9) دو قوس کے فاصلے میں ''مکانی بعد'' اور حد وسط کہاں رہ جاتی ہے! آپؐ نے قوس کو استوار کر کے فاصلہ مکانی پر غلبہ پالیا تھا

(24) مسافر عالم تصوف، حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ، نے ایسا ہی فرمایا تھا

(25) جو شخص دائرے کی دوسری قوس تک نہ پہنچے، وہ میری بات کا ادراک نہ کر سکے گا یہ دوسری قوس لوح سے ماسوا ہے

(26) دوسری قوس والے کے حروف حروف عربیہ کے ماسوا ہیں

(27) ہاں حرف مفرد ''م'' ہی ہے کہ ''فاوحی الی عبدہ ما اوحی'' (قرآن مجید 53/10) یعنی معراج میں اپنے بندے حضرت محمدؐ پر اللہ نے جو نازل کیا سو نازل کیا

(28) یہ م دوسری قوس کا آخری م اور ملک ملکوت ہے

(29) وہ قوس اول کا دوسرا اسم ہے دوسری قوس پہلی کا وتر ہے اور وہ ملک جبروت ہے پہلی قوت ملک جبروت ہے اور دوسری ملک ملکوت، ان دونوں قوسوں کی کمان ملک الصفات ہے یعنی خاص تجلی کا مکان جہاں سے قدامت کا تیر نکلتا ہے ف

(30) حلاج رضی اللہ عنہ نے فرمایا قربت کے معنی میں حقیقت حق کی صفت کلام کے معانی تلاش کیے جاتے ہیں یہ دائرہ کا نقطہ الضباط ہے اور یہ شاہراہ خلائق نہیں ہے ف

(31) حقیقت حق حقائق میں ہے اور وہ دقیقہ دقائق آسان باب نہیں میدان قرب بہت عریض ہے اور حقائق کے دقائق سے گزرنا تیز شعلوں سے عبور کرنا ہے ہاں جس نے نبوت کے مقام بلند کے مروی اقوال دیکھے ہوں، اور رسالت کی ہدایت کے راستوں کو اختیار کیا ہو، وہ ان معانی کا ادراک کر سکے گا

(32) یثرب کے مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ معصوم اور کتاب مکنون کے نوشتے کے مطابق مصئون ہیں وہ قرآن مجید میں مذکورہ ''منطق الطیر'' (لسان طائراں) کی طرح ہیں آپؐ، جہاں آنکھ کام نہیں کرتی، وہاں بھی منظور و مسطور ہیں (قرآن مجید 52/2)

(33) اے زیاں کار! یہ نہ سمجھ کہ مولائے یثربؐ نے صرف اہل اور با استعدا کو خطاب کیا ہے (انہوں نے نا اہلوں کو بھی اہل بنایا ہے)

(34) حقیقت کا نہ کوئی استاد ہے نہ شاگرد اس میں اختیار، تمیز اور تنبیہ

بھی نہیں اس میں جو تھا سو ہے پہ بیاباں در بیاباں اور بے حد و حساب ہے

(35) معنی فہم کے دعوے خام آرزوئیں ہیں کیونکہ راہ سلوک دور ہے اور حقیقت کی راہ دشوار حق مجید اور بزرگوار ہے اس کی فطرت یکتا، اس کی معرفت، نکرہ اور نکر حقیقت ہے بے بہا اسم، اعظم ایک وثیقہ ہے، مگر ہماری صفت حرص و رغبت ہے۔

(36) شیطان کی ناموس اس کی لعنت ہے کرات سماوی اس کا میدان ہیں اور نفوس انس و جن، اس کا ایوان عالم حیوانات اس کے لیے مانوس ہے عالم ناسوت اس کا راز ہے اس کی شان مطموس ہے اور اس کا موروث عیاں ہے عروس اس کا بوستاں ہے ارطموس اس کی بنیاد ہے۔

(37) ابلیس کے ارباب مہربان ہیں ار کے ارکان موہبی ہیں اس کا ارادہ مستولی ہے اس کے اعوان منزلی، اس کے احزان مخربی، اس کے حوالی وسیع اور اس کا وبال امد (سردی کی موت) ہے

(38) اس کے اوراق مذہب اس کے لباس ابریشمی مگر گل آلود اور اس کی گفتگو حال آمیز ہے وہ سراپا آتش و غضب ہے اور اس کے مقابلے میں اللہ توفیق و کامرانی دے

طاسین ازل والتباس

(1) کبھی معنی، گفتار کے برعکس دعووں کی دوستی پر توجہ کریں مسافر عالم، سرور ابو الغیث قدس اللہ روحہ نے فرمایا حضرت احمدؐ اور ابلیس کے علاوہ کسی کے دعوے

درست نہ ہوئے مگر ابلیس کو انکار نے نظر سے گرادیا جبکہ حضرت احمد مجتبیٰ کو عین العین کا کشف عینی دیا گیا

(2) ابلیس کو ''اسجد'' (سجدہ کر) کا حکم دیا گیا اور حضرت احمدؐ کو ''انظر'' (دیکھیں) کا ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور حضرت محمدؐ نے ایسا دیکھا کہ دائیں بائیں کی طرف توجہ نہ کی آنکھ میں کجی نہ آئی اور نگاہ حد سے نہ بڑھی (قرآن مجید 53/18)

(3) ابلیس نے دعویٰ کیا مگر اپنی ہمت وقوت سے اسے مکمل نہ کر سکا

(4) حضرت احمدؐ نے اپنے دعوے کو پورا کر دکھایا

(5) حضرت محمدؐ کا مبارک قول ہے: ''خدایا! میں تجھ سے استواری واستحکام کا طالب ہوں'' نیز فرمایا ''اے دلوں کو بدلنے والے! میں تیری حمد وثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا''

(6) فلک کے اوپر ابلیس کا سا کوئی عابد اور موحد نہ تھا

(7) لیکن اس کے ''عین'' بگڑ گئے اور وہ ''عبدیت'' سے ''سر'' میں چلا گیا، اور تجرد میں خدا کی عبادت کرنے لگا

(8) تفرید میں پہنچا تھا کہ اس پر لعنت کی گئی جب زیادہ تفرید کا طالب ہوا، تو دور بھگا دیا گیا

(9) خدا نے کہا سجدہ کر بولا: لاغیرک، خدا نے انکار پر اسے ملعون قرار دیا، مگر وہ بولا لاغیرک (تیرا غیر نہیں ہے)

(10) (بحر ہزج میں دو عربی شعر)

تجھ سے میرا انکار تیری ہی تقدیس ہے تیرے بارے میں میری عقل شکار ہوش

ہے مگر تیرے سوا آدم کیا ہے اور ابلیس کیا؟

(12) اولا: مجھے تیرے غیر سے سروکار نہیں میں تیرا انتہا پسند محب ہوں خدا نے فرمایا: تو نے استکبار کیا ہے بولا: "اگر لحظہ بھی تیرے ساتھ رہتا، تو کبر و استکبار میرے سزا وار ہوتا، مگر میں تو منت مدت سے تیرا اشنا سا ہوں" میں آدم سے بہتر ہوں (قرآن مجید 8/11) کیوں بہتر ہوں؟ اس لیے کہ میری خدمت اور بندگی بہت قدیمی ہے عالم میں مجھ سے بڑھ کر تیرا عارف وشنا سا کہاں ہے؟ مجھے تجھ سے محبت ہے ایسی محبت وارادت جو شدید ہے اور قدیمی بھی اب میں تیرے ماسوا کو کیا سجدہ کروں؟ بہتر ہے کہ میں اپنی اصل کی طرف لوٹ جاؤں "تو نے مجھے آتش سے بنایا ہے" (قرآن مجید 8/11) مناسب ہے کہ آتش کا ہی رخ کروں کیونکہ مقدر و اختیار تیرے ہاتھ میں ہے

(12) (بحر طویل میں تین عربی شعر)

اب جب کہ مجھے قرب اور بعد ایک جیسے لگے، میں تجھ سے دور ہو کر اپنے آپ کو دور نہ جانوں گا میں اب جدائی میں ہوں گا، اور تو جدائی میں میرا ساتھی رہے گا کس قدر سچ ہے کہ جدائی اور محبت ایک چیز کے دو نام ہیں خدایا، حمد تیرے لیے خاص ہے میری یہ کامیابی ہے کہ میں ان غلط کام کر کے تجھ سے جدا ہو گیا اور تیرے غیر کو سجدہ نہ کیا

(13) کوہ طور کی گھاٹی میں موسیٰ علیہ السلام اور ابلیس کی اتفاق ملاقات ہو گئی حضرت موسیٰ بولے: ابلیس، تجھے آدم کو سجدے اور (بندگی خدا) سے کس نے روکا تھا: ابلیس بولا: معبود واحد کو ماننے کے دعوے نے اگر میں سجدہ کر لیتا

تو آپ ایسا ہوتا آپ کو ایک مرتبہ کہا گیا کہ ''پہاڑ کی طرف دیکھا'' (قرآن مجید 8/139) اور آپ نے دیکھ لیا جب کہ مجھے متعدد بار کہا گیا، اور میں نے اپنے دعوے کی روح کے بموجب آدم کو سجدہ نہ کیا

(14) حضرت موسیٰ نے فرمایا ''تو نے خدا کا حکم نہ مانا بولا: وہ میری آزمائش تھی، میرے لیے امر نہ تھا حضرت موسیٰ بولے: تیری تو شکل بھی بگڑ گئی بولا: موسیٰ، وہ شکل تلبیس کی تھی، یہ ابلیس کی ہے، شکل غیر مستقل ہے، بدلتی رہتی ہے اگرچہ میری شخصیت بدل گئی، مگر میری دائمی معرفت خدا نہیں بدلی''

(15) حضرت موسیٰ نے پوچھا: کیا تم اب بھی خدا کا ذکر کرتے ہو؟ بولا: ذکر کو کیسے یاد نہ کروں، میں مذکور ہوں اور وہ بھی مذکور ہے اس کا ذکر میرا اپنا ذکر ہے میں کیا ذکر کے بغیر رہ سکتا ہوں؟ میری خدمت اب خالص تر ہے اور میرے ایام زیادہ پر رونق میرے ذکر میں اب زیادہ رعب وجلال ہے پہلے میں اپنے سرور کی خاطر خدمت کرتا رہا اور اب میں اس کے سرور کی خاطر خدمت میں مشغول ہوں

(16) میں نے حرص کو اٹھا دیا انکار کے نفع ونقصان کو بھلا دیا مجھے تنہا اور حیران کیا گیا، پھر دور بھگا دیا گیا تاکہ میں مخلصین سے نہ ملوں میری غیرت کا تقاضا تھا کہ مجھے غیروں کی ملاقات سے روک دیا گیا حیرت کی خاطر میری حالت بدلی گئی اور غربت وجدائی کے لیے مجھے حیران کیا گیا، اور مجھے مسافر بنا ڈالا گیا۔ میری صحبت نے مجھے محروم کیا اور جدائی نے مجھے دور کیا میرے کشف نے مجھے مہجور بنایا، اور جدائی نے مجھے کشف دیا میری آرزو کو روکنے کی خاطر مجھے منقطع اور بے بیخ

وبن بنادیا گیا۔

(17) ازروئے تدبیر، میں نے خدا کے معاملے میں غلطی نہیں کی تغیر صورت کی میں نے پروانہ کی ان ہی امور میں میرا مقدر دیکھا جاسکتا ہے وہ ابد تک مجھے آگ میں جلاتا رہے مگر میں اس کے غیر کو سجدہ نہ کروں گا میں اس کے شریک اور کفو کو نہ مانوں گا، میرا دعویٰ راست بازوں کا ہے اور میری محبت صادقانہ ہے۔

(18) حلاج علیہ الرحمہ نے کہا عزازیل کی کیفیت کے بارے میں کئی اقوال ہیں ایک یہ کہ وہ آسمان اور زمین میں نیکی کا داعی رہا ہے دوسرے وہ آسمانوں میں فرشتوں کا معلم رہا کہ انہیں نیکیاں دکھائے مگر اب زمین میں انسانوں کا داعی ہے کہ انہیں برائیاں دکھائے۔

(19) اشیا اپنی ''ضد'' سے پہچانی جاتی ہیں جیسے باریک اور درشت حریر فرشتوں نے محاسن انجام دیے اور اجر پا رہے ہیں مگر جو میرے محاسن کو نہ جانے وہ کیا اجر پائے گا؟

(20) مسافر عالم غربت ابو عمارہ حلاج نے مزید کہا میں نے مشاہدے میں جوانمردی اور ہمت کے بارے میں فرعون اور ابلیس کو بحث کرتے دیکھا ابلیس بولا: میں نے آدم کو سجدہ کیا ہوتا، تو فتیان کے زمرے سے خارج ہو گے اہوتا ابلیس بولا: میں نے اگر آدم کو سجدہ کیا ہوتا، تو میں بھی جوانمردوں کی صف سے خارج ہو گے اہوتا فرعون بولا: میں اللہ اور اس کے رسول موسیٰ پر اگر ایمان لے آتا، تو بھی جوانمردی کے مقام سے ساقط ہو جاتا۔

(21) اس پر میں (حلاج) بولا: اگر میں اپنے دعوے (انا الحق) سے پھر

جاؤں تو پھر میں فتوت و جوانمردی کی بساط سے نکال دیا جاؤں گا

(22) ابلیس نے کہا تھا: ''میں آدم سے بہتر ہوں'' (قرآن مجید 8/11) یہ اس لیے تھا کہ اس وقت اسے اپنا ہمسر نظر نہ آتا تھا فرعون نے قوم سے کہا تھا ''مجھے اپنے سوا تمہارے لیے کسی دوسرے معبود کے وجود کا علم نہیں ہے'' (قرآن مجید 28/38) یہ اس لیے تھا کہ اسے خلق اور حق کا امتیاز حاصل نہ تھا

(23) میں نے اب کہا ہے کہ حق کو نہیں پہچانتے تو اس کی علامتوں کو تو جاؤ اس کی ایک علامت ''میں'' ہوں ''انا الحق'' (میں حق ہوں یا میرا نفس ناطقہ حق ہے) کیونکہ میں ہمیشہ حق کے ساتھ رہا ہوں

(24) ابلیس اور فرعون میرے استاد ہیں ابلیس کو آتش سے ڈرایا گیا مگر وہ اپنے دعویٰ کبر پر اڑا رہا فرعون کو دریا میں غرق کیا گیا مگر وہ انکار پر جما رہا اور ثالثوں (بظاہر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام مراد ہیں مترجم) کے کہنے پر ایمان نہ لایا ڈوبتے وقت وہ کہہ بیٹھا ''میں ایمان لاتا ہوں بے شک جس معبود پر بنی اسرائیل ایمان لائے، اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے'' (قرآن مجید 10/90) اس پر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا تو نے اس کے منہ میں اس وقت کنکریاں کیوں نہ ڈالی تھیں؟

(25) مجھے مار ڈالیں، میں پھانسی پر چڑھایا جاؤں یا میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، میں قول ''انا الحق'' سے باز نہ آؤں گا

(26) ابلیس کا اصل نام عزازیل تھا ع علقو ہمت، بے زیادتی کی دلیل ہے، الف الفت و محبت ہے، دوسری ز مرتبہ زہد ہے، ی اس کی آتشیں اصل کی

علامت ہے اور ل ان کی تکرار اور مجادلے کی دلیل

(27) خدا نے اس سے فرمایا ''تو نے کبر ونخوت سے سجدہ نہ کیا بولا میں بڑا محب ہوں اور محبت تجھ سے سیکھی ہے اب مجھے کبر اختیار کرنے کا طعنہ دیا جائے یا کچھ اور، میں غیر کو سجدہ نہ کروں گا میں اپنی عظمت کو کیسے تباہ کر سکتا ہوں؟ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا، اور آدم کو خاک سے، آگ اور خاک ایک دوسرے کی ضد ہیں ان میں توافق نہیں میں بندگی میں قدیم ،علم وفضل میں ترقی یافتہ اور عمر میں بھی بڑا ہوں''

(28) حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اختیار ومقدر میرے پاس ہے ابلیس بولا: تمام اختیارات اور میرے بارے میں اختیار بے شک تیرے ہاتھ میں ہے میرے خالق، اختیار تیرے پاس ہے تو سجدہ سے منع کس نے کیا؟ اگرچہ خطا میری ہے مگر منع کرنے والا تو ہی ہے۔ اس لیے مجھے دور نہ بھگا اگر تیرا ارادہ ہوتا تو میں نے ضرور سجدہ کیا ہوتا اور میں امر کا مطیع ہوتا میں تیرے راز نہیں جانتا، مگر تو میرے راز جانتا ہے

(29) (بحر خفیف میں تین عربی شعر)

مجھے ملامت نہ کرو ملامت مجھ سے دور ہے آقا، مجھے میرا اجر دو کیونکہ میں اکیلا رہ گیا ہوں

تیرا وعدہ سب سے سچا ہے ازل اور ابد میں تیرا امر قابل اطاعت ہے تیرا ارادہ عمل پذیر ہے تجھے معلوم ہے کہ میں شہید محبت ہوں

(30) ابلیس کو عزازیل اس لیے کہا گیا کہ اپنے مقام سے ہٹا دیا گیا

اپنی ولایت سے معزول ہوا، بدایت سے نہایت کی طرف نہ مڑا کیونکہ وہاں سے نکل نہ سکتا تھا

(31) استقرار کی وجہ سے اس کا خروج معکوس تھا وہ تعریس کی آگ اور ترویس کے نور سے مشتمل رہا ہے (نا قابل ادراک)

(32) اس کے مراض محیل اور اس کی مقراض میض تھی اس کے شراہم برہمیہ، اس کے صوارم خیا اور اس کے حایا خطہمہ تھے (نا قابل ادراک)

(33) میرے بھائی، اگر تو اسے جان گیا، تو راہ و رسم جان گیا اس وقت تو نے وہم کو وہم بنالیا تو غم سے لوٹ آیا اور تو نے غم کو فنا کر دیا۔

(34) قوم (صوفیہ) کے فصیحا اس کے بارے میں گنگ ہیں عرفا اس کے عرفان سے عاجز ہیں وہ حقیقت سجدہ کا عالم تھا، وجود ازلی سے اترب رہا، کوشش میں پر جوش، عہد میں وفا دار اور معبود سے نزدیک رہا ہے

(35) فرشتوں نے موافقت کر کے آدم کو سجدہ رک دیا، مگر ابلیس نے اپنے طویل عرصے کے مشاہدے کی بنا پر اس کام سے انکار کر دیا

(36) ابلیس نے اطاعت و انکار کو خلط ملط کر دیا اور اس کی عقل خراب ہوگئی وہ بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں اس طرح وہ حجاب میں پھنس گیا، خاک پھانکنے لگا اور ابدالاباد تک مبتلائے عذاب ہوگیا ہے۔

طاسین مشیت

(1) ان دائروں میں پہلا مشیت کا ہے، دوسرا دائرہ حکمت کا، تیسرا قدرت کا

اور چوتھا ازلیت کی علائم کا حامل ہے ف

(2) ابلیس نے کہا تھا: اگر میں پہلے دائرے میں جاؤں،تو دوسرے میں داخل ہو جاؤں اسی طرح جب دوسرے میں داخل ہو جاؤں تو تیسرے میں بھی پہنچ جاؤں گا،اور اگر تیسرے دائرے میں آ جاؤں،تو چوتھے میں بھی جا پہنچوں گا

(3) ''میں لالا،لا،اور لا ہوں پہلے ''لا'' میں میں رہ گیا تھا تو دوسرے میں مجھ پر لعنت کی گئی پھر مجھے تیسرے میں پھینکا گیا اب میں چوتھے میں کیسے جاؤں گا؟''

(4) اگر پتا لگ جاتا کہ سجدے سے مجھے رستگاری ملے گی،تو میں ضرور سجدہ کرتا لیکن مجھے علم تھا کہ دائرہ مشیت کے سوا اور بھی دائرے ہیں میں نے سوچا تھا کہ اگر اس دائرے سے رہائی پائی تو دوسرے دائروں سے کیسے نکلوں گا

(5) زندہ حقیقی اور زندگی بخش،وہی ذات واحد ہے (کتاب میں شکل موجود ہے)

(6) ذات کو اسم سے پہچاننا بھی مشکل ہے کیونکہ اسم مسمّی کا ممیز نہیں اور مسمّی مخلوق نہیں ہے

(7) جو ذات کے ذریعے ذات کو پہچاننے کا کہے،وہ دو ''معروف'' ملاحظہ کرنے کا اشارہ کرے گا

(8) جس کسی نے کہا کہ ''میں نے ذات کو اس کی صفات سے پہچانا'' اس نے صانع کو چھوڑ کر صنعت پر اکتفا کر لیا

(9) جب کسی نے کہا کہ ''میں نے ذات کی معرفت سے عجز کا اظہار کر کے معرفت حاصل کر لی'' تو وہ جان لے کہ عاجز منقطع و مایوس ہوتا ہے اور وہ معروف کا

ادراک کیسے حاصل کرے گا؟

(10) جس نے یہ کہا کہ ''میں نے دیے ہوئے عرفان کی مدد سے ذات کو پہچانا'' اس نے علم کا دعویٰ کیا اور معلوم کی طرف گیا جو ذات سے منفک ہے اس جو ذات سے جدا ہو، وہ اسے پہچانے گا کیسے؟

(11) جس کسی نے کہا کہ ''میں نے ذات کو ایسے ہی پہچانا جیسا کہ اس نے خود اپنا وصف و ذکر کیا ہے، اس نے ''اثر'' کے بغیر ''خبر'' پر قناعت کر لی ہے۔''

(12) جس کسی نے کہا کہ ''میں نے ذات کو دو حد و دتک جان لیا'' اس پر بھی اعتراض وارد ہے کیونکہ واحد ''معروف'' شے کے اجزا ہیں نہ اقسام

(13) جس نے یہ کہا کہ ''معروف نے اپنا عرفان حاصل کیا'' اس نے عارف کے بیچ میں عرفان کے حائل ہونے کا کہا حالانکہ وہ ایسا کرنے کا مکلّف ہے ذات معروف جو لم یزل ہے، وہ ازل سے اپنا عارف رہی ہے

(14) تعجب ہے کہ جو اپنے موئے بدن کا عرفان نہ رکھتا ہو، وہ ظلمت و نور اور بدیع اشیا کو کیسے پہچانے گا؟ جو مجمل و مفصل، آغاز و انجام اور حقائق کے تصاریف و علل نہیں جانتا، وہ ذات لم یزل کا صحیح عرفان کیسے حاصل کرے گا؟

(15) پاک ہے وہ ذات متعال جس نے اسم اور وسم سے اشیائے غیب کو چھپا رکھا ہے اس نے قال، حال، جمال اور کمال کے ذریعے اشیا سے اپنی لا یزال ذات کو بھی مکنون کر رکھا ہے معرفت کا جوہر ربانی فانی گوشت کے ٹکڑے (دل) میں کیسے سمائے گا؟

(16) فہم کے لیے طول وعرض ہیں، طاعات کی خاطر فرائض اور سنن ہیں اور مخلوقات زمین وافلاک میں ہیں

(17) مگر معرفت کی خاطر طول وعرض نہیں، وہ فرائض وسنن کے ظاہر وباطن میں استقرار نہیں پاسکتی اور زمین وافلاک میں بھی نہیں سماسکتی

(18) جس نے یہ کہا ''میں نے حقیقت کے ساتھ ذات کا عرفان پالیا'' اس نے ''حقیقت'' کو ''معروف'' سے بڑا جلوہ گر کیا ہے ہاں جب وہ ''معروف'' کو جان لے، تو اسے کام ماگی معلوم ہوگی۔

(19) عرفان کا دعویٰ کرنے والے! کائنات میں ''ذرہ'' سب سے چھوٹا ہے، اور تو اس کا ادراک بھی نہیں کرسکتا جو ذرے کا ادراک نہ کرسکے، وہ اس چیز کا ادراک کیسے حاصل کرے گا جو ازروئے تحقیق ذرے سے باریک تو ہے عارف وہ ہے جو ''دیدار'' کرے، معرفت وہ ہے جو پائدار رہے۔

طاسین توحید

(1) حق واحد، احد، وحید اور موحد ہے

(2) واحد اور توحید حق میں ہیں، اور حق سے بھی ف

(3) اس سے جدائی میں ہوں، مگر یہ گولائی والی شکل یہ معانی نہیں دیتی ف

(4) توحید کے علوم منفرد اور مجرد نوعیت کے ہیں ف

(5) موحد کی حالت اور صفت میں فرق ہے

(6) میں اگر ''انا'' کہوں تو میں ''ہو'' نہ ہوں گا اور میری بات توحید کو منزہ ہی

رکھے گی

(7) اگر یہ کہوں کہ توحید موحد کی طرف رجوع کرتا ہے، تو یہ مخلوق کی توحید کی بات ہوگی ف

(8) اگر موحد کا توحید کی طرف رجوع کرنے کا کہوں، تو یہ اس کی صفت کا بیاں ہے۔ف

(9) اگر کہوں کہ توحید موحد سے موحد کی طرف رجوع کرتی ہے، تو یہ اس کی حس کی نسبت کا ذکر ہوگا

طاسین اسرار توحید

(1) توحید کے سرچشمے سے اسرار وطواسین پھوٹتے اور پھیلتے ہیں کیونکہ موحد کے اسما میں اسرار نہیں سماتے اور وہ انہیں ظاہر کر دیتا ہے ف

(2) توحید کے ضمائر متحرک ہیں ضمیر، مضمر اور ضمائر رواں دواں ہیں

(3) تو نے اشارہ کیا اور ضمائر بدلے گئے

(4) موحد ''گویا سیسہ پلائی ہوئی بنیاد ہیں'' (قرآن مجید 61/4)

(5) الحق حق میں رہتا ہے مگر حق نہیں ہے

(6) توحید کیسے بیان کروں؟ مقال اور حقیقت کے الفاظ، حلق کے لیے بھی صحیح نہیں ہو حق کی خاطر کیسے صحیح ہوں گے؟

(7) اگر کہوں کہ توحید حق سے ظاہر ہوئی، تو ایک ذات کی دو بن جاتی ہیں۔۔۔۔۔ایک وہ جو ظاہر ہوئی، اور دوسری جس سے ظاہر ہوئی، حالانکہ ذات

واحد ہے۔ف

(8) ذات پوشیدہ تھی اور ظاہری ہوئی، مگر کہاں؟ یہ باتیں اس کے بارے میں کیا کہوں؟ف

(9) اس لیے کہ الفاظ پرستش اس کی اپنی تخلیق ہیں ف

(10) جو چیز ''عرض'' کو نہ قبول کرے، وہ جوہر ہے جو جسم سے جدا نہ ہو، وہ جسم ہی ہے، اور اسی طرح روح کی قرین روح ہے مگر وہ تو روح کا بھی ''ہاضمہ'' ہے۔ف

(11) کونین کے دائروں میں پہلا دائرہ مفعولات کا ہے اور دوسرا مرسومات کا۔ف

(12) نقطہ تو حیدان دوائر سے باہر ہے۔ف

طاسین تنزیہ (تمام فارسی متن کی رو سے)

(1) تنزیے کا دائرہ (کتاب میں شکل کی طرف اشارہ ہے) یہ اہل، مہل اور سہل لوگوں کی باتیں ہیں

(2) پہلا حصہ اس دائرے کا ظاہر ہے، دوسرا باطن اور تیسرا اشارہ وعلامت

(3) یہ ملون، متلون مخور، مطرون، مسمور، منکور، مغرور اور مبہور ہے

(4) دائرہ کی ضمائر، حائر، حائر، حائر، نائر اور صابر ہیں

(5) یہ تمام ملومات اور ملونات ہیں اور حق ان انسانوں سے منزہ ہے

(6) اگر میں ''اوست'' کہوں، تو اسے تو حید نہیں کہیں گے

(7) اگر میں توحید حق کو ''صحیح'' ہونا قرار دوں، تو وہ ہنوز ''درست'' ہوئی ہو گی

(8) میں اگر حق کو ''بے زمان'' کہوں، تو لوگ کہیں گے کہ یہ توحید میں تشبیہہ آ گئی جب کہ تشبیہہ اوصاف حق کے سزاوار نہیں ہے توحید کی نسبت حق سے ہے، مخلوق سے نہیں اس لیے کہ مخلوق کی حد ہوتی ہے، اور توحید میں حد بندی اسے حادث بنا دیتی ہے حالانکہ حادثات خدا کی صفت نہیں ہے ذات واحد معاملہ ہے اور حق و باطل عین ذات سے نہیں نکلے۔

(9) اگر کہوں کہ توحید کلام ہے تو کلام ذات کی صفت ہو جاتی ہے

(10) اگر کہوں کہ توحید سے اس نے واحد رہنے کا ''ارادہ'' کیا، تو ''ارادے'' سے ذات کی صفت کا بیان ہو گا، اور مخلوق کی نسبت مراد نہ ہو گی۔

(11) اگر ذات کی توحید ''اللہ'' قرار دوں، تو یہ ذات کی توحید ہو گی (صفات کی نہیں)

(12) اگر ''توحید'' کو ذات نہ کہوں، تو یہ مخلوق قرار پائے گی

(13) اگر اسم اور مسمی ایک ہوں، تو توحید کے کیا معنی ہوں گے؟

(14) اگر اللہ اللہ کہوں تو اللہ عین عین ہو گا کیونکہ ''ہو'' ''ہو'' ہے

(15) طاسین کا یہ مقام نفی علل کا ہے اور اسے دوسرے دائروں میں ظاہر کرنا ہے

(16) پہلا دائرہ ازل ہے، دوسرا مفہومات، تیسرا جہت اور چوتھا معلومات

(17) ذات بے صفات نہیں ہے

(18) ایک شخص علم کے دروازے سے اندر آتا ہے اور دیکھتا نہیں دوسرا صفا کے دروازے سے اندر آتا ہے اور دیکھتا نہیں تیسرا فہم کے دروازے سے اندر داخل ہوتا ہے اور نہیں دیکھتا وہ نہ ذات دیکھتا ہے نہ شے، اور گفتگار دیکھتا ہے نہ ماہیت گفتگا

(19) عزت اس اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے جس کے قدس کے صدقے اہل معارف کے راستے اور اہل کشف کے ادراکات پاکیزہ ہوگئے

(20) طاسین کا یہ مقام نفی واثبات کی ''اشکال'' کا طالب ہے

(21) ایک نقش فکر عام کا ہے، دوسرا فکر خاص وعلم حق کا علامت لا، جو دائرے کا محیط ہے، تمام جہات سے یکساں فاصلے پر ہے دونوں ''ح'' توحید کی مظہر ہیں اور محیط کے ماورا حوادث ہیں۔

(22) علوم کی فکر بحر اوہام میں غوطہ لگاتی ہے اور خواص کی بحر افہام میں یہ دونوں بحر خشک ہو جائیں، تو راستے مٹ جائیں، دونوں جہان نابود ہو جائیں، حجتیں مٹ جائیں اور عرفان متلاشی ہو جائے۔

(23) الوہیت، رحمان پاک اور بے آلائش ہے پاک ہے وہ خدا جو تمام نقائص سے منزہ ہے اس کی برہان قوی اور دلیل غالب ہے وہ جلال، حمد اور کبریائی کا صاحب و مالک ہے اس کے علم و مقدمات کی ابتدا وانتہا اور حد نہیں ہے وہ کائنات کا خالق و بدیع اور ''کون'' سے منزہ ہے اسے اس کی اپنی ذات کے علاوہ کوئی کما حقہ نہیں پہچانتا وہ ارواح واجسام کا خالق ہے۔

طاسین بوستان معرفت

(1) مسافر عالم صور ابو عمارہ حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے کہا معرفت فکر کے ضمن میں ہو یا معرفہ کے سلسلے میں، وہ مخفی ہے فکر عارف کی صفت و زیور ہے، اور جہل اس کی صورت ہے پس معرفت کی صورت افہام سے غائب ہے اس کے عرفان کا اشارہ ملتا ہے، مگر پوری کیفیت معلوم نہیں ہوتی، اتنا اشارہ ملتا ہے کہ اسے کہاں "عرفان" ملا مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ "کہاں" کیا ہے "وصل" کا ملنا معلوم ہوتا ہے مگر اس کی کیفیت نہیں "فصل" (جدائی) کا بھی یہی حال ہے محدود اشارے ملتے ہیں، اور معدود، مجہود اور مکدود نا معلوم رہتے ہیں

(2) معرف وراء اور الورا ہے وہ فاصلے، ہمت، اسرار، اخبار اور ادراک سے ماورا ہے، اس لیے کہ یہ چیزیں نیست ہو سکتی ہیں اور کبھی نیست سے ہستی ہوئی تھیں یہ اپنے وجود کے لیے مکان کی محتاج ہیں لم یزل اور جہات و آلات سے بے نیاز نہیں اس جہات معرفت کو کیسے تضمین کریں اور نہایات اس سے کیسے ملحق ہو جائیں؟

(3) جو کوئی یہ کہے کہ اس نے اپنے آپ کو فنا کر کے ذات کی معرفت پائی، تو یہ کیسا دعویٰ ہے؟ کوئی فنا شدہ ذات موجودہ کو کیسے پائے گا؟

(4) جو یہ دعویٰ کرے کہ اپنے وجود کے ذریعے اس نے ذات کا عرفان پایا تو بتائے کہ ایک "وجود" کے ہوتے ہوئے دوسرا ہے کہاں

(5) جس کسی نے اپنی جہالت کا اعتراف کیا، وہ ذات کو پہچان گیا، مگر یہ

حقیقت ہے کہ چہل حجات ہے اور معرفت ماروائے حجاب ہے۔

(19) ہر نقص کے مقابلے میں استوار ہو، نیز اس میں چشم معشوق کے حلقے کی مانند ایک آن برقرار ہو

(20) علم ''ذات'' کے جواب متلاشی اور مسدود ہیں اس کا ''ع'' اور ''م'' منفک ہیں، اور خواطر اس سے منفصل ہیں اس کے راہ کے راغب، راہب و غارب (ڈرنے والے، غروب ہونے والے) ہیں، مگر اس کے غارب، شارق بھی ہیں اس کا بالائی حصہ ارفع ہے مگر نچلا حصہ بھی زیادہ پست نہیں ہے

(21) معرفت روشن مکتونات میں سے ہے جس کے ساتھ نور دائمی طور پر رہتا ہے، مگر اس کے راستے مسدود ہیں یہ بے جادہ وراہ ہے اس کے معانی واضح ہیں، مگر ان پر دلیل نہیں دی جاسکتی اس کا ادراک مشکل ہے، اور لوگوں کے اوصاف اس سے ملحق نہیں ہو سکتے۔

(22) صاحب معرفت ایک صاحب کشت ہے جس کا وارق (باغبان) رمازدہ ہے، جس کا لاحق وواصل نافذ ہے اور جس کی آبیاری کرنے والا ماکد وساکن ہے اس کشت کا تارک شاکد ہے، اس کا مارق لاقد ہے، اور اس کا وارع خاسد وگم نام اس سے خائف زاہد ہے اور اس کے درختوں کی اطناب صعود کے اسباب ہیں

(23) ذات مونث و مذکر سے ماورا ہے اس کی بنیاد اس کے ارکان ہیں اور اس کے ارکان، اس کی بنیاد اس کے ساتھی ہمراہ نہیں ملتے ''ہو'' کے سوا کچھ نہیں اور ''ہو'' بجز ''ہو'' اور کیا ہے؟

(24) عارف وہ ہے جو ''دیدار'' کرے اور ''معرفت'' وہ ہے جو بالدارر ہے عارف عرفان کا رفیق ہے کیونکہ اس کا عرفان ''ہو'' پر مختتم ہوتا ہے معرفت اس سے ماسوا ہے، اورمعروف اس سے بھی فراتر اور بعید تر

(25) قصہ خوانوں کے لیے قصے ہیں اور خواص کی خاطر معرفت عالم لوگ کلفت ومحنت کے لیے ہیں، اہل وسواس کے لیےنری باتیں ہیں، اہل ایاس کی خاطر بےچینی ہےاور وحشت پسندوں کے لیےغفلت وگمراہی

(26) حق ہمیشہ حق رہے گا، اورمخلوق مخلوق اور اس (حقیقت کے اظہار) میں کوئی باک نہ ہونا چاہیے۔

حواشی

غنچہ از شاخسار مصطفیٰ
گل شو از باد بہار مصطفیٰ
از بہارش رنگ و بو باید گرفت
بہرہ از خلق او باید گرفت
مرشد رومی چہ خوش فرمودہ است
آنکہ ہم در قطرہ اش آسودہ است
''مگسل از ختم الرسل ایام خویش
تکیہ کم کن بر فن و برگام خویش'' ''رموز بے خودی''

معنی حرفم کنی تحقیق اگر
بنگری با دیده صدیقؓ اگر
قوت قلب و جگر گردد نبی
از خد محبوب تر گردد نبی

من شبی صدیقؓ را دیدم بخواب
گل ز خاک راه او چیدم بخواب
آن امن الناس بر مولای ما
آن کلیم اول سینای ما
همت او کشت ملت راچو ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر ایضاً

خاک نجد از فیض او چالاک شد
آمد اندر وجد و بر افلاک شد
در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروی ما ز نام مصطفیٰ است
طور موجی از غبار خانه اش
کعبه را بیت الحرم کاشانه اش
کمتر از آنی ز اوقاتش ابد

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

کاسب افایش از ذاتش ابد

هستی مسلم تجلی گاه او
طورها بالد ز گرد راه او
بر کجا بینی جهان رنگ و بو
آنکه از خاکش بروید آرزو
یا ز نور مصطفیٰ او را بہاست
یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است
پیش او گیتی جبیں فرسودہ است
خویش را خود عبدہ فرمودہ است!
عبدہ از فہم تو بالا تر است
زانکہ او ہم آدم و ہم جوہر است

عبدہ دہر است و دہر از عبدہ، ست
ما ہمہ رنگیم او بی رنگ و بوست!
عبدہ، با ابتدا بے انتہاست
عبدہ، را صبح و شام ما کجاست!

لا الہ تیغ و دم او عبدہ،

فاش تر خواهی بگو هو، عبده،
عبده، چند و جگون کائنات
عبده، راز درون کائنات!
مدعا پیدا نگردد زین دو بیت
تا نه بینی از مقام مارمیت

معنی دیدار آن آخر زمان
حکم او بر خویشتن کردن روان
در جهان زی چون رسول انس و جان
تا چو او باشی قبول انس و جان
باز خود را بین، همین دیدار اوست
سنت او سری از اسرار اوست

ای خنک مردی که از یک هوی او
نه فلک دارد طواف کوی او!
وای درویشی که هوی آفرید
باز لب بر بست و دم در خود کشید
ملاحظہ ہو حاشیہ

از دم سیراب آن امی لقب
لاله رست از ریگ صحرای عرب

هر خداوند کهن را او شکست
هر کهن شاخ از نم او غنچه بست

تیغ ایوبی، نگاه بایزید
گنجهای پر دو عالم را کلید

علم و حکمت، شرع و دین نظم امور
اندرون سینه دل ها ناصبور

این همه یک لحظه از اوقات اوست
یک تجلی از تجلیات اوست
ظاهرش این جلوه های دلفروز
باطنش از عارفان --- پنهان هنوز

"پس چه باید کرد"

شنیدم در عدم پروانه می گفت
دمی از زندگی تاب و تبم بخش

پریشان کن سحر خاکسترم را
ولیکن سوز و سازیک شیم بخش

بہل افسانہ آن پا چراغی
حدیث سوز او آواز گوش است
من آن پروانہ را پروانہ دانم
کہ جانش سخت کوش و شعلہ نوش است

تصویر: کہا تصویر نے تصویر گر سے
نمائش ہے مری تیرے ہنر سے
ولیکن کس قدر نا منصفی ہے
کہ تو پوشیدہ ہو میری نظر سے

مصور: گراں ہے چشم بینا دیدور پر
جہاں بینی سے کیا گزری شرر پر
نظر درد و غم و سوز و تب و تاب
تو اے ناداں قناعت کر خبر پر

تصویر: خبر، عقل و خرد کی ناتوانی
نظر، دل کی حیات جاودانی
نہیں ہے اس زمانے کی تگ و تاز
سزا وار حدیث لن ترانی

مصور: تو ہے میرے کمالات ہنر سے
نہ ہو نومید اپنے نقش گر سے
مرے دیدار کی ہے اک یہی شرط
کہ تو پنہاں نہ ہو اپنی نظر سے

اقبال کے اپنے تصرفات بھی پیش نظر رہیں

بود اندر سینہ من بانگ صور
ملتی دیدم کہ دارد قصد گور!
مومنان با خوی و بوی کافران
لا الہ گویان و از خود منکران!
امر حق گفتند نقش باطل است
زانکہ او وابستہ آب و گل است
من بخود افروختم نار حیات
مردہ را گفتم ز اسرار حیات!
از خودی طرح جہانے ریختند
دلبری با قاہری آمیختند!
اگر گوئی کہ من وہم و گمان است
نمودش چون نمود این و آن است
بگو با من کہ داری گمان کیست؟
یکی در خود نگر آن بی نشان کیست؟

All rights reserved. ©2002-2006

جہاں پیدا و محتاج دلیلی
نمی آید بفکر جبرئیلی
خودی پنہان ز حجت بی نیاز است!
یکی اندیش و دریاب این چہ راز است!
خودی را حق بدان باطل مپندار
خودی را کشت بی حاصل مپندار

وجود کوہسار و دشت و در ہیچ!
جہانی فانی، خودی باقی، دگر ہیچ!
من از بود و نبود خود خموشم
اگر گویم کہ ہستم خود پرستم
ولیکن این نوای سادہ کیست
کسی در سینہ می گوید کہ ہستم
بجام نو کہن می از سبو ریز
فروغ خویش راہ کاخ و کون ریز
اگر خواہی ثمر از شاخ منصور
بعد دل لا غالب الا اللہ فرو ریز

''ارمغان حجاز''

اقبال نے حلاج کے قول ''انا الحق'' کی یہ توجیہہ کی ہے کہ ''من یا خودی حق''

ہے اوپر ایک شعر میں امر حق روح کا کنایہ ہے (قل الروح من امر ربی قرآن مجید) اقبال صدائے خودی یا انا الحق کو روح یا نفس کی پکار قرار دے رہے ہیں، مگر بعض مفسرین نے زیر بحث ''روح'' کو ''روح الامین'' حضرت جبرئیلؑ کا کنایہ قرار دیا ہے اس سیاق میں خودی یا انا الحق الہامی صدا قرار پائی ہے

آیہ مازاغ البصر وماطغیٰ (سورۃ النجم) نیز واقعہ معراج کی ندرت آمیز تعبیرات اقبال کے ہاں موجود ہیں، جیسے!

اختر شام کی آتی ہے فلک سے آواز
سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات
رہ یک گام ہے ہمت کے لیے عرش بریں
کہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات

''بانگ درا''

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

''بال جبریل''

دے ولولہ شوق جسے لذت پرواز
کر سکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج!
مشکل نہیں یاران چمن! معرکہ باز
پر سوز اگر ہو نفس سینہ دراج
ناوک ہے مسلماں! ہدف اس کا ہے ثریا

ہے سر سرا پردہ جاں نکتہ معراج
تو معنی والنجم نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مد و جزر ابھی چاند کا محتاج

''ضربِ کلیم''

بر مقام خود رسیدن زندگی است
ذات رابی پردہ دیدن زندگی است
مرد مومن در نسازد با صفات
مصطفیٰ راضی نشد الا بذات
چیست معراج آرزوی شاہدی
امتحانی رو بروی شاہدی
شاہد عادل کہ بی تصدیق او
زندگی مارا چو گل را رنگ و بو
در حضورش کس نماند استوار
ور بماند، ہست او کامل عیار

''جاوید نامہ''

می ندانی آیہ ام الکتاب
امت عادل ترا آمد خطاب
آب و تاب چہرہ ایام تو
در جہان شاہد علی الاقوام تو

نکته سنجان را صلای عام ده
از علوم امیے پیغام ده
امیتے پاک از هوی گفتار او
شرح رمز ماغوی گفتار او

''رموز بے خودی'

کهنه کم خنده اندک سخن
چشم او بینده جان در بدن!
رند و ملا و حکیم و خرقه پوش
در عمل چون زاهدان سخت کوش
فطرتش بیگانه ذوق و صال
زهد او ترک جمال لا یزال!
تا گسستن از جمال آسان نبود
کار پیش افگند از ترک سجود

گفت و چشم نیم وا بر من کشود
در عمل جز ما که برخوردار بود؟
آنچنان بر کارها پیچیده ام
فرصت آید را کم دیده ام!
در گذشتم از سجود ای بی خبر

ساز کردم ارغنون خیر و شر
از وجود حق مرا منکر مگیر
دیدہ بر باطن کشا، ظاهر مگیر
گر بگویم نیست، این از ابلهی است
زانکه بعد از دید نتوان گفت نیست!
من بلی در پردہ لا گفته ام
گفته من خوشتر از ناگفته ام!

زشتی خود رام نمودم آشکار
باتو دادم ذوق ترک و اختیار
''جاویدنامہ'

اے صبح ازل انکار کی جرات ہوئی کیونکر؟
مجھے معلوم کیا! وہ راز داں تیرا ہے یا میرا؟
''بال جبریل'

کم بگو زان خواجہ اهل فراق
تشنہ کام و از ازل خونین ایاق!
ماجہول، او عارف بود و نبود
کفر او این راز را برما کشود!
از فتادن اذت برخاستن

عیش افزودن ز درد کاستن!
عاشقی در نار او وا سوختن
سوختن بی نار او نا سوختن!
زانکه او در عشق و خدمت اقدم است
آدم از اسرار او نا محرم است!
چاک کن پیراهن تقلید را
تا بیا موزی ازو توحید را

گفتمش بگذر ز آئین فراق
ابغض الاشیاء عندی الطلاق
گفت ساز زندگی، سوز فراق
ای خوشا سرمستی روز فراق!
برلبم از وصل می ناید سخن
وصل اگر خواهم نه او ماند نه من
حرف وصل اورا ز خود بیگانه کرد
تازه شد اندر دل او سوز و درد!

''جاویدنامہ'

استدراک:

اپنی تالیف ''ایران میں مابعد الطبیعیات کا ارتقا'' (انگریزی) میں اقبال نے نعرہ انا الحق کو وحدت الوجود کی ایک تعبیر قرار دیا ہے (کتاب مذکور کا باب پنجم) اپنی ایک دوسری انگریزی کتاب ''اسلام میں فکر کیا ہے وہ لوئی مسینو کے اسی ترجمہ شدہ متن کی رو سے ''انا الحق'' کو ''اثبات خودی'' کا اعلان قرار دیتے ہیں حلاج کا یہ قول ''شطحیات عرفا'' کے زمرے میں آتا ہے، اور خودی کے فلسفے کے نقطہ نظر سے اس پر نگاہ ڈالنا بڑا دلچسپ ہے، مگر ایک زمانے میں اقبال اس اصطلاح کو قابل دار جانتے تھے ''ارمغان حجاز'' وہ ''انا الحق'' خودی کے لیے نہیں، بلکہ بے خودی (معاشرہ اور قوم) کے لیے سودمند قرار دیتے ہیں''

اگر فردی بگوید سرزنش به
اگر قومی بگرید، ناروا نیست
به آن ملت انا الحق سازگار است
که از خوش نم هر شاخسار است
کند شرح انا الحق همت او
پی هر کن کی می گوید یکون است
مه و انجام گرفتار کمندش
بدست اوست تقدیر زمانه

ہم حواشی کو ایک مبسوط مقالہ نہیں بنانا چاہتے، اور ان ہی اشارات پر اکتفا کرتے ہیں بعد کی کسی فرصت میں ان پر اضافہ کیا جائے گا۔

ایک ضروری التماس

مضمون نگار حضرات سے التماس ہے کہ وہ اپنا اسم گرامی، عہدہ، پیشہ وغیرہ اور مکمل پتا اپنے مضمون کے پہلے اور آخری صفحے پر ضرور تحریر فرمائیں۔

آپ کے مضمون کے پانچ آف پرنٹ آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں اگر آپ کو زیادہ پرنٹ درکار ہوں تو مضمون کے پہلے صفحہ پر مطلوبہ تعداد لکھ دیں ان کی لاگت آپ کے معاوضے میں سے وضع کر لی جائے گی۔

مدیر ''اقبال ریویو'

☆☆☆☆☆